© rasailojaraid.com

قیس را بر حسنِ لیلیٰ نامِ مجنوں عشق کرد بہرِ یوسف دیدۂ یعقوب پُر خوں عشق کرد
بر لبِ شیریں دلِ فرہاد مفتوں عشق کرد الغرض ہر چہ مبارک بود و میموں عشق کرد
عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

اوّلاً شاہِ ازل خود گوہرِ ایں عشق سفت از زبانِ بے نشاں تا نکتہ را اجبتُ گفت
نورِ عشقش بعد ازاں در گلشنِ دلہا شگفت حسنِ خود را در حجابِ روئے معشوقاں نہفت
عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

راہِ کثرت طے کن و در کوئے وحدت نہ قدم تا جمالِ روئے وے بینی و گوئی دمبدم
فی الحقیقت اوست عشق و عاشق و معشوق ہم نیست الحق در دو عالم غیر او العدم
عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

تا قیامت اے کمال الدیں بلوحِ روزگار نامِ عشق و عاشق و معشوق ماند یادگار
پس بروئے شاہدِ شمشاد و قد گل عذار ہمچو بلبل باش ہر دم مبتلا و بے قرار
عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

امیر خسروؒ کی ایک غزل ہے جس کا مقطع یہ ہے اس طرز میں بھی شاہ کمالؒ کی ایک مرصع غزل ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے:۔

توئی در ملکِ جاں خسرو چہ خسرو خسروِ جاناں چو نخلِ قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنۂ دوراں

شاہ کمالؒ

سیہ زلفت بود اژدر چہ اژدر اژدرِ موسیٰؑ لبِ لعل ترا معجز چہ معجز معجزِ عیسیٰؑ
رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیتِ مصحف چہ مصحف مصحفِ صنعت چہ صنعت صنعتِ مولیٰ
زہے چشم و خہے غمزہ چہ غمزہ غمزۂ فتنہ چہ فتنہ فتنۂ مردم چہ مردم مردمِ دانا
خراماں قد تو دوحہ چہ دوحہ دوحۂ طوبیٰ چہ طوبیٰ طوبیٔ جنت چہ جنت جنت الماویٰ
توئی ساقی بدہ ساغر چہ ساغر ساغرِ قرقف چہ قرقف قرقفِ مستی چہ مستی مستی ابقا
توئی حق را اتم مظہر چہ مظہر مظہرِ رحمت چہ رحمت رحمتِ ہستی چہ ہستی ہستی اشیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدم خاکی ۔۔۔ چہ خاکی خاکیٔ عالم چہ عالم عالم اسماء
تو ہستی از ہمہ اول چہ اول اول آخر ۔۔۔ چہ آخر آخر باطن چہ باطن باطن پیدا
زہے قرآں ترا حجت چہ حجت حجت دعویٰ ۔۔۔ چہ دعوی دعویٔ قضیہ چہ قضیہ قضیۂ اسریٰ
درودش بر تو باد افضل چہ افضل افضل اکمل ۔۔۔ چہ اکمل کمل اعظم چہ اعظم اعظم اعلیٰ
کمالی طالب مطلب چہ مطلب مطلب رویت ۔۔۔ چہ رویت رویت طلعت چہ طلعت طلعت زیبا

صنایع و بدایع میں شاہ کمال کے (۶۴) شعر قلمی دیوان کے آخر میں درج ہیں ہم یہاں ان میں سے دو مستزاد جو نعت میں لاجواب ہیں بطور قند مکرر زیب قرطاس کرتے ہیں:۔

مستزاد:۔ در گلشن خوبی چو رخ او سمنے نیست ۔۔۔ رنگین و معطر
در رنگ خطش سبزہ تو در چمنے نیست ۔۔۔ مشکین و معنبر

مستزاد در مستزاد:۔ اے آنکہ بود عینِ تو با عین خدا عین ۔۔۔ چوں عین عیاں نیست | نور تو درا عیان
برعجز شدہ معترف از نعت تو کونین ۔۔۔ پیدا نہاں است | وصف تو بقرآن

عہ تاریخ محل آثار شریف :۔

شد مترتب چو محل معلی ۔۔۔ آں کہ بود رشک قصوری نعیم
داد خبر عقل ز تاریخ آنکم ۔۔۔ "مواطن آثار نبی الکریم"

۱۱۸۱ھ

حاشیہ عہ متذکرہ صدر قطعۂ تاریخ محل آثار شریف، تاریخی حیثیت رکھتا ہے چونکہ یہ بہت ممکن ہے کہ مندرجۂ بالا قطعہ تاریخ محل آثار شریف واقع کڑپہ سے متعلق ہو اس لئے ہم بطور یادگار درج ذیل کرتے ہیں۔ کڑپہ میں افغان حکمرانوں کے محلات اور کھنڈروں کی تفصیل جو گزیٹیر جنوبی ہند مطبوعہ ۱۸۷۵ء جلد ۱ اس میں دی گئی ہے اُس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کڑپہ میں ایک عمارت آثار شریف بھی تھی جن میں آثار مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ تھے۔ اس عمارت کے اوپر چھوٹے منار بھی بنائے گئے تھے اور اس کے متصل ایک مسجد تھی جس کے صحن میں حوض اور فوارہ بھی تھا۔ اب اس آثار محل میں سرکاری خزانہ جمع آیا اب بھی یہ تاریخی قلعہ کڑپہ کی اس عمارت پر موجود ہے یا نہیں کچھ پتہ نہ چل سکا اسی طرح دیگر تاریخی عمارتیں افسوس ہے کہ بلحاظ آثار قدیمہ محفوظ نہیں ہیں چنانچہ دیوان خانہ یعنی دیوان کڑپہ کی عمارت میں دواخانہ ہے۔ مسعود علی خاں پٹھان سردار کے محل میں ڈاکخانہ ہے۔ نواب کڑپہ کے محل میں سرکاری کچہری ہے اور قلعہ، جیل خانہ کے کام میں لایا گیا ہے۔ (گزیٹیر جنوبی ہند) یہ عمارت آثار شریف نواب جند ... خان ... سلطان حیدر علی میسور کے زمانہ کی معلوم ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاریخ الرِّدَّۃ

از:-

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاد ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

قاہرہ کے دار الکتب میں ایک قلمی کتاب ہے۔ الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ ومغازی الخلفاء۔ اس کے مصنف چھٹی صدی ہجری کے ایک ہسپانوی عالم ابو الربیع سلیمان کلاعی بلنسی ہیں۔ کتاب رسول اللہ کے حالات و مغازی اور ان کے بعد ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کے فتوحات پر مشتمل ہے۔ موضوع کا دائرہ اتنا تنگ ہونے کے باوجود کتاب بڑی تقطیع کے چار سو اڑتالیس (۴۴۸) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مصنف نے بہت سے ماخذوں سے مواد لیا ہے جن میں سے کچھ طبع ہو کر ہمارے سامنے آ چکے ہیں اور کچھ نایاب ہیں، جن کا صرف شوق انگیز ذکر ہم ابن الندیم کی الفہرست میں پڑھتے ہیں، جیسے سیف بن عمر اسدی (دوسری صدی) کی کتاب الردۃ یا مدائنی (دوسری تیسری صدی) کی فتوح العراق یا ابن اسحٰق مدنی (دوسری صدی) کی سیرۃ النبی یا قاضی زبیر بن بکار (تیسری صدی) کی انساب قریش۔

مؤلف کی زندگی کا کوئی واضح نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ تاریخ و حدیث سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، قدرت نے روشن ذہن اور رواں زبان عطا کی تھی، بلنسیہ[1] کے دربار سے تعلق تھا، شہر کے سب سے بڑے سرکاری خطیب کے عہدہ پر بھی کچھ عرصہ رہے۔ ان کے ایک شاگرد اور ہم وطن ابو بکر بن اُبار نے اپنی کتاب تکملۃ الصلۃ میں اس طرح ان کا تعارف کیا ہے:۔ تنقید و روایت سے ان کو خاص دلچسپی تھی، حدیث

---

[1] قرطبہ سے تقریباً ڈھائی سو میل مشرق میں ... الروض المعطار فی خبر الاقطار و معجم البلدان یاقوت۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے امام تھے اور اس کی بڑی پرکھ رکھتے تھے، جرح و تعدیل کے فن سے واقف تھے، ممتاز تاریخی افراد کی پیدائش اور موت کی تاریخیں ان کو خوب یاد تھیں، اس فن میں اپنے ہمعصروں سے بازی لے گئے تھے، اسی طرح اپنے ہمعصر اور نیز پہلے کے علما اور اکابر کے ناموں اور حالات سے خوب واقف تھے، ان کا خط بے مثال تھا، ادب پر گہری نظر رکھتے تھے، بلاغت اظہار کے لئے مشہور تھے، انشاء رسائل لکھنے میں ان کی نظیر نہ تھی، شعر و شاعری میں بھی پایہ بلند تھا، بڑے خوش بیان مقرر تھے، لباس بڑھیا اور پُر تکلف پہنتے تھے، شاہی جلسوں میں بادشاہ ان کی زبان سے بات کرتے تھے، مختلف اوقات میں بلنسیہ کے سرکاری خطیب بھی رہے، انھوں نے کئی موضوع پر مفید کتابیں لکھی ہیں: کتاب الاکتفار بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء چار جلدوں میں۔ (۲) صحابہ اور تابعین پر ایک جامع کتاب جو مکمل نہ کر سکے۔ (۳) مصباح الظلم۔ (۴) امام بخاری کے حالات و سوانح (۵) کتاب الاربعین۔ ان کتابوں کے علاوہ حدیث، ادب اور خطب پر اُن کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ لوگ دور دور سے ان کے پاس علم حاصل کرنے آتے تھے، میں خود ان کے گھاٹ پر سیراب ہوا، یہ وہی تھے جنھوں نے مجھے یہ تاریخ (تکملۃ الصلۃ) لکھنے کی ترغیب دی اور ان پر تحقیق کردہ قیمتی معلومات عطا کئے جن سے میں نے اپنی کتاب بھر لی ہے۔ ۵۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ ذی الحجۃ ۶۳۴ھ کو بلنسیہ سے چند فرسخ دور ایک حادثہ میں شہید ہوئے۔" (تکملۃ الصلۃ ابن ابار مذریڈ اسپین ۱۸۸۶ء)

مؤلف نے کتاب کے مقدمہ میں مقصد تالیف، طریقۂ تالیف اور ان پر بعض ماخذوں کی وضاحت کی ہے۔ مقصد تالیف إبقاع الاُقناع و إمتاع النفوس والاسماع بتاتے ہیں، یعنی یہ کہ رسول اللہؐ اور خلفائے ثلثہؓ کے حالات اس تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قاری کی پیاس پوری طرح بجھ جائے، اور دل ان حالات کے ادراک سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محظوظ ہوں اور کان ان کے سننے سے لطف اندوز۔ طریقۂ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تالیف میں بہت سی کتابوں سے مواد لیا ہے، کہیں یہ مواد حدیث سابق کی کمی یا کوتاہی دور کرنے کے لئے لیا گیا ہے، کہیں نئی معلومات فراہم کرنے اور کہیں "حدیث سابق" کو زیادہ واضح اور اجاگر کرنے کے لئے۔

بلنسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ومغازی کی بنیاد ابن اسحٰق مدنی کی مشہور سیرۃ پر رکھی ہے اور اس کی بڑے جوش سے تعریف کی ہے، اس کے علاوہ انھوں نے جن دوسری اہم اور اس وقت کی نایاب کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے ان میں سے بعض کے نام اپنے دیباچہ میں دیئے ہیں:۔

(۱) مغازی موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ)

(۲) کتاب المبعث تالیف قاضی واقدی (م ۲۰۶ھ) اس کے بارے میں بلنسی لکھتے ہیں کہ اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مفصل کتاب ہے۔

(۳) انساب قریش تالیف قاضی زبیر بن بکار مدنی (م ۲۵۶ھ) اس کی بابت بلنسی نے اپنے استاد کے استاد کا یہ قول نقل کیا ہے:۔ ھو کتاب عجیب لاکتاب نسب، یعنی وہ نسب کی کتاب نہیں (جیسا کہ نام سے ظاہر ہے) بلکہ نادر معلومات کا خزانہ ہے، کتاب المبعث کی طرح یہ کتاب بھی نایاب ہے، خلافت راشدہ اور اعیان قریش سے متعلق اس میں جو اہم اور تاریخی اعتبار سے انقلاب انگیز حقائق بیان ہوئے ہیں، ان کا کچھ اندازہ شرح نہج البلاغۃ پڑھنے سے ہوتا ہے جہاں قاضی ابن ابی الحدید نے انساب قریش کے بہت سے علمی موتی بکھیر دیئے ہیں۔

(۴) تاریخ الکبیر تالیف ابوبکر بن ابی خیثمہ، بلنسی کی رائے میں یہ کتاب ایک ایسا دریا ہے جس کا پانی ڈول ڈالنے سے کبھی گدلا نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا سوتا جس کو بڑے سے بڑا آب کش خشک نہیں کر سکتا۔ ابن الندیم نے الفہرست میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن ابی خیثمہ کی چار کتابوں کے نام نقل کئے ہیں جن میں ایک بلبنسی کا ماخذ "کتاب التاریخ" ہے۔ ابن ابی خیثمہ فقیہہ و مؤرخ تھے، ان کا انتقال ۲۷۹ھ میں ہوا۔

جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا اکتفاء چار سو اڑتالیس [۴۴۸] صفحات پر مشتمل ہے، تقریباً آدھی کتاب یعنی دو سو بیس [۲۲۰] صفحات میں ذکر رسولؐ ہے، دو سو بیس [۲۲۰] سے دو سو چھیاسی [۲۸۶] یعنی کوئی چھیاسٹھ [۶۶] صفحوں میں ابو بکر صدیقؓ اور دو سو چھیاسی [۲۸۶] سے چار سو چالیس [۴۴۰] یعنی ایک سو چون [۱۵۴] میں عمر فاروقؓ اور صرف سات صفحوں میں عثمان غنیؓ کے فتوحات قلمبند کئے گئے ہیں، چونکہ حضرت علیؓ کا عہد فتوحات سے خالی تھا، اس کا ذکر نہیں کیا گیا نسخۂ زیر بحث میں کتابت کی غلطیاں بہت کم ہیں، ناسخ کا قلم باریک ہے، موٹی نب کی طرح اور ایک صفحہ میں اکتالیس سطریں ہیں، اگر یہ کتاب طبقات ابن سعد کے نہج پر چھاپی جائے تو شاید ڈھائی ہزار صفحات سے کم نہ ہو۔

خلفائے ثلثہ کے مغازی مرتب کرنے کے لئے ہمارے مصنف نے جن کتابوں کو استعمال کیا ہے اُن کو دو صنفوں میں رکھا جاسکتا ہے:۔ ایک وہ جو طبع ہو چکی ہیں، دوسرے وہ جو طبع نہیں ہوئیں بلکہ نایاب اور غالباً ناپید ہیں۔ مطبوعہ ماخذوں میں تاریخ طبری ہے جس سے آپ سب واقف ہیں، ازدی بصری کی فتوح الشام ہے جس کو ڈبلو، این، لیس نے ۱۸۵۴ء میں کلکتہ سے چھاپا تھا، اور فتوح مصر والاسکندریہ، ابن عبدالحکم کی ہے، جس کو امریکہ کے مستشرق چارلس سی ٹوری نے ییل یونیورسٹی کی مستشرقی سوسائٹی کی طرف سے ۱۹۲۰ء میں نشر کیا تھا، ان تینوں سے ہمارے مصنف نے خوب مواد لیا ہے، طبری سے ردّہ، لڑائیوں، عراق و ایران و ماوراء النہر کی فتوحات کے لئے، ازدی بصری سے فتوحات شام کے لئے، اور ابن عبدالحکم سے فتوحات مصر کے لئے، ان ممالک کی فتوحات کے ذکر میں بلبنسی نے غیر مطبوعہ ماخذوں سے بہت ہی کم استفادہ کیا ہے۔

لیکن ردّہ: لڑائیوں اور عمر فاروقؓ کے عہد میں فتوحاتِ عراق کی بڑی جنگوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسے قادسیہ، مدائن اور جلولاء کے ضمن میں مصنف نے بہت سے ایسے نئے معلومات پیش کئے ہیں جن سے مطبوعہ کتابیں خالی ہیں اور جن کی خوشہ چینی ایسے باغوں سے کی گئی ہے جو حوادث کی بادِ صرصر سے تباہ ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ذیل کی بلنسی نے تصریح کی ہے:۔

(۱) کتاب الواقدی، بلنسی نے اسی طرح لکھا ہے، اس سے مراد غالباً قاضی واقدی کی کتاب الردۃ ہے جو ابن الندیم نے واقدیؒ کی تصنیفات میں گنائی ہے۔

(۲) کتاب یعقوب بن محمد الزہری، اس کتاب اور اس کے مصنف دونوں سے ہم بے خبر ہیں۔ مشہور اموی محدث اور مورخ زُہری کا نام عبداللہ تھا اس لئے وہ نہیں ہو سکتے۔

(۳) کتاب الاُمَوی، شاید اس سے مراد ابن اسحاق کی کتاب المغازی ہے

(۴) کتاب الردۃ، تالیف وثیمہ بن موسیٰ متوفی ۲۳۷ھ، وثیمہ فارس کے شہر فسا میں پیدا ہوئے ریشم کے تاجر تھے، فسا سے بصرہ آئے، وہاں سے مصر اور مصر سے تجارت کرتے اندلس (اسپین) پہنچے، ان کی کتاب الردۃ ابن خلکان نے دیکھی تھی، اپنی وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں:۔ عمدہ کتاب ہے، اس میں بہت سی نئی معلومات ہیں (وفیات الاعیان مصر ۱۳۱۰ھ ۲/۱۱ وارشاد الاریب یاقوت حموی ایڈیٹڈ۔ ڈی۔ ایس، مارگیولتھ ۱۹۲۵ء مصر ۷/۲۲۵ - ۲۲۶)

ان چاروں کتابوں سے ردۃ۔ لڑائیوں کی تفصیلات لی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی منفرد روایتیں مختلف راویوں کی طرف منسوب کر کے بھی بیان کی گئی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ماخذ مذکورہ چار کتابوں سے باہر ہیں۔ ردۃ لڑائیوں میں جنگ یمامہ کا ذکر سب سے زیادہ مفصل ہے، اس کو پڑھ کر اس جنگ کی بھیانک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے طبری میں سیف بن عمر کی بیان کردہ روئداد ارتداد اتنی واضح اور ڈرامائی نہیں ہے، ردہ سے متعلق سیف بن عمر اور اکتفار کے بیانات کئی اہم مرحلوں پر ایک دوسرے سے مختلف اور متناقض ہیں، اکتفار میں ابو بکر صدیقؓ کے متعدد ایسے خط بھی موجود ہیں جو عربی یا فارسی کی کسی دوسری تاریخ میں میری نظر سے نہیں گذرے، اس کے علاوہ اکتفار میں ارتداد سے متعلق درجنوں ایسے اشعار ہیں جن سے ہماری مفصل ترین مطبوعہ تاریخیں، مثلاً تاریخ الرسل والملوک طبری، فتوح البلدان بلاذری، فتوح اعثم کوفی اور تاریخ الخمیس دیار بکری خالی ہیں۔

اکتفاء رقم ۲۷۵ دار الکتب المصریۃ

رسول اللہؐ کی وفات پر ردہ کی ابتدا

ص ۲۴۲۔ حضرت عائشہؓ :۔ جب رسولؐ کا انتقال ہوا تو منافقوں نے سر اٹھایا، عرب مرتد ہو گئے اور یہود و نصاریٰ چوکنا۔ مسلمانوں کی حالت اپنے نبی کی وفات سے ایسی زبوں ہوئی جیسی ان بکریوں کی جو جاڑوں کی رات میں بارش سے بھیگیں، حتیٰ کہ خدا کے حکم سے انھوں نے ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ خلافت کی ایسی سنگین ذمہ داریاں میرے والد کے اوپر آپڑیں کہ اگر پہاڑ ان کو اٹھاتے تو ٹوٹ پڑتے، بخدا جس بات پر مسلمانوں میں اختلاف ہوتا میرے والد خوش اسلوبی سے اس کو دور کر دیتے، جو میرے والد کو دیکھتا سمجھ لیتا کہ وہ اسلام کی تقویت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ بخدا میرے والد بڑے دوربیں اور بے نظیر لیاقت کے آدمی تھے، ہر مشکل کا علاج ان کے پاس تھا۔

ابو ہریرہؓ :۔ جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا اور ان کے بعد ابو بکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب مرتد ہوئے تو عمر بن خطابؓ نے ابو بکر صدیقؓ سے کہا : آپ عربوں سے کیسے لڑیں گے جب کہ رسول اللہؐ فرما چکے ہیں کہ مجھے خدا کا حکم ہے کہ لوگوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صرف اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ نہ کہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ رسوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں، جو شخص زبان سے یہ کہدے گا مجھے اس کی جان و مال کو گزند پہنچانے کا کوئی حق نہیں اِلّا یہ کہ جائز اور حق طریقہ سے ایسا کیا جائے، رہی یہ بات کہ اُس نے سچے دل سے لاالٰہ الا اللہ کہا یا نہیں تو یہ معاملہ خدا کے ہاتھ ہے، وہ خود اس کا حساب لے گا۔

ابوبکر صدیقؓ :- بخدا میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کا قانون نماز کے قانون سے مختلف نہیں ہے۔ بخدا اگر عربوں نے زکوٰۃ کے اونٹ کی رسّی تک جو رسول اللہ کو وہ دیتے تھے، روکی تو میں ان سے لڑوں گا۔

عمر فاروقؓ :- یہ جواب سنکر بخدا میں نے محسوس کیا کہ اللہ کی طرف سے ابوبکر کو لڑائی کا اشارہ ملا ہے اور عربوں سے لڑنا درست ہے۔ بخدا اہل ردہ سے لڑائی کے معاملہ میں) ابوبکرؓ کی ایمانی قوت ساری عرب قوم کے ایمان سے بڑھی ہوئی تھی"۔

یعقوب بن محمد زہری :- ابوبکرؓ ان شاکرین کے امیر تھے جو دین اسلام پر قائم رہے اور ان صابرین کے بھی جنھوں نے ابوبکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کیا اور مرتد عربوں کے مقابلہ میں اپنی جان کی بازی لگادی، ارتدادِ عرب کے مختلف پہلو تھے :- عربوں کے ایک فرقہ کی رائے تھی کہ اگر محمد نبی ہوتے تو کبھی نہ مرتے، ایک دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ان کی موت سے نبوت ختم ہوئی اور ان کے کسی جانشین کی اطاعت ہم پر لازم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا شاعر کہتا ہے۔

جب تک رسول اللہؐ زندہ تھے ہم نے اُن کی اطاعت کی :- لوگو! ابوبکر کو کیا ہوا ہے کہ وہ ہم سے اطاعت کے طالب ہیں۔

کیا وہ اپنے بعد خلافت اپنے لڑکے بکر کو دیں گے :- کعبہ کی قسم، تب تو ہم مرمٹیں گے۔

ایک تیسری جماعت کہتی تھی کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایک چوتھی جماعت کہ ہم کو اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت تسلیم، ہم نماز بھی پڑھتے ہیں، لیکن

© rasailojaraid.com